49014- عید کے احکام اوراس میں پائی جانے والی سنتیں

سوال

میں عید میں کیے جانے والی بعض سنتیں اوراحکام معلوم کرنا چاہتا ہوں ؟

پسندیدہ جواب

اللہ تعالی نے عید میں کئی ایک احکام بنائے ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :

اول :

چاند رات میں یعنی رمضان کے آخری روز غروب شمس سے لیکر نماز عید میں امام کے حاضر ہونے تک اونچی آواز میں تکبیریں کہنا.

تکبیر کے الفاظ یہ ہیں :

اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر وللہ الحمد.

یا پھر تین بار اللہ اکبر کہے اور پھر یہ کہے : اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر وللہ الحمد.

یہ سب جائز ہے.

انسان کو چاہیے کہ وہ بازاروں اور مساجد اور گھروں میں بلند آواز سے تکبیریں کہے، لیکن عورتیں بلند آواز سے نہیں کہینگی.

دوم :

عید الفطر کی نماز ادا کرنے کے لیے نکلنے سے قبل طاق کھجوریں کھائے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طاق کھجوریں کھائے بغیر نماز عید کے لیے نہیں نکلتے تھے، اور وہ بھی طاق کھجوریں ہی کھائے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا.

سوم :

اچھے اور خوبصورت کپڑے اور لباس زیب تن کرے، یہ مردوں کے لیے ہے لیکن عورتیں جب عیدگاہ جانے کے لیے نکلیں تو وہ خوبصورت لباس پہن کر بے پردہ ہو کر مت جائیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"وہ عام لباس میں جائیں" یعنی عادی لباس میں جو بے پردگی کا باعث نہ بنے، اور عورت کے لیے بے پردہ ہو کر اور خوشبو لگا کر نکلنا حرام ہے.

چہارم :

بعض علماء کرام نے نماز عید کے لیے غسل کرنا مستحب قرار دیا ہے؛ کیونکہ یہ کچھ سلف رحمہم اللہ سے مروی ہے، اور عید کے لیے غسل کرنا مستحب ہے، جیسا کہ جمعہ کے دن لوگوں کے جمع ہونے کے لیے مشروع کیا گیا ہے، اگر عید کے لیے انسان غسل کر لے تو بہتر ہے.

پنجم:

نماز عید ادا کرنا، نماز عید کی مشروعیت پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے، اور کچھ اسے سنت قرار دیتے ہیں، اور کچھ اسے فرض کفایہ، اور کچھ لوگ فرض عین قرار دیتے ہیں، جو نماز عید ترک کرے وہ گنہگار ہے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے کہ: قریب البلوغ اور کنواری لڑکیاں جو عادتا باہر نہیں نکلتی انہیں بھی نکلنے کا حکم دیا گیا کہ وہ عیدگاہ میں حاضر ہوں حتی کہ حیض والی عورتیں بھی لیکن وہ جائے نماز سے علیحدہ رہیں گی، کیونکہ حائضہ عورت کے لیے مسجد میں ٹھرنا جائز نہیں صرف اس کے لیے مسجد میں گزرنا جائز ہے لیکن وہ وہاں ٹھر نہیں سکتی.

میرے نزدیک جو دلائل سے راجح ہے کہ یہ فرض عین ہے، اور ہر مرد پر نماز عید میں حاضر ہونا واجب ہے، صرف عذر والا شخص نہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے.

نماز عید کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلی (سبح اسم ربک الاعلی) اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیۃ (ھل اتاک حدیث الغاشیۃ) تلاوت کرے، یا پھر پہلی رکعت میں سورۃ ق، اور دوسری رکعت میں سورۃ القمر، دونوں روایتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہیں.

ششم:

جب عید اور جمعہ دونوں ایک ہی یوم میں اکٹھے ہو جائیں، تو نماز عید ادا ہو گی اور اسی طرح نماز جمعہ بھی ادا کیا جائیگا، جیسا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے جسے امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے، لیکن جو شخص نماز عید میں حاضر ہوا ہو وہ چاہے تو جمعہ میں حاضر ہو، اور اگر چاہے تو ظہر کی نماز ادا کر لے.

ہفتم:

اکثر اہل علم کے ہاں عید کے احکام میں یہ شامل ہے کہ جب انسان عیدگاہ امام سے قبل پہنچ جائے تو وہ دو رکعت ادا کیے بغیر ہی بیٹھ جائے گا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف عید کی دو رکعت ادا کیں نماز عید سے قبل اور بعد میں کوئی رکعت نہیں ادا کی تھی.

اور بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ: اگر وہ آئے تو دو رکعت ادا کیے بغیر نہ بیٹھے کیونکہ عیدگاہ مسجد ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ وہاں حائضہ عورت کو آنے سے منع کیا گیا ہے، تو اس لیے وہاں مسجد کا حکم ثابت ہو گا، جو کہ اس کے مسجد ہونے کی دلیل ہے.

تو اس بنا پر یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے عموم میں شامل ہوتا ہے:

"جب تم میں سے کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت پڑھے بغیر نہ بیٹھے"

اور رہا مسئلہ نماز عید سے قبل اور بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز ادا نہ کرنے کا تو یہ اس لیے ہے کہ جب آئے تو نماز عید سے ابتدا کی.

تو اس طرح عیدگاہ کے لیے بھی تحیۃ المسجد ثابت ہے. جس طرح باقی مساجد کے لیے، اور اس لیے بھی کہ اگر ہم حدیث سے یہ اخذ کریں کہ عید کی مسجد کے لیے تحیۃ المسجد نہیں تو پھر یہ کہیں گے کہ : جمعہ والی مسجد کے لیے بھی تحیۃ المسجد نہیں؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں حاضر ہوتے تو خطبہ ارشاد فرماتے اور پھر دو رکعت پڑھاتے، اور پھر وہاں سے چلے جاتے اور جمعہ کی سنتیں گھر میں جا کر ادا کرتے، تو جمعہ سے قبل اور نہ ہی بعد میں نماز نہ ادا کرتے.

میرے نزدیک تو راجح یہی ہے کہ عیدگاہ میں تحیۃ المسجد ادا کی جائیگی، لیکن اس کے باوجود اس مسئلہ میں ہم ایک دوسرے پر انکار اور اعتراض نہیں کرینگے؛ کیونکہ یہ اختلافی مسئلہ ہے، اور اختلافی مسئلہ میں کسی پر انکار کرنا صحیح نہیں، لیکن اگر نص بالکل واضح ہو، اس لیے جو پڑھے ہم اس پر انکار نہیں کرینگے، اور جو بیٹھ جائے ہم اس پر بھی انکار نہیں کرینگے.

ہشتم :

عید الفطر کے احکام میں یہ بھی شامل ہے کہ : اس میں فطرانہ فرض ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ فطرانہ نماز عید سے قبل ادا کیا جائے، اور عید سے ایک یا دو روز قبل فطرانہ دینا جائز ہے، اس کی دلیل ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ حدیث ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے بخاری میں روایت کیا ہے :

"اور وہ عید سے ایک یا دو روز قبل ادا کیا کرتے تھے"

اور اگر فطرانہ نماز عید کے بعد نکالا جائے تو یہ ادا نہیں ہوگا کیونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث میں ہے :

"جس نے نماز عید سے قبل ادا کر دیا تو یہ فطرانہ قبول کردہ ہے، اور جس نے نماز عید کے بعد ادا کیا تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہوگا"

اس لیے انسان پر فطرانہ کی ادائیگی میں نماز عید سے تاخیر کرنا حرام ہے، اگر وہ بغیر کسی عذر کے تاخیر کرتا ہے تو یہ فطرانہ قبول نہیں ہوگا، اور اگر عذر تھا یعنی کہ وہ سفر میں تھا اور اس کے پاس فطرانہ دینے کے لیے کچھ نہ ہو یا پھر اسے فطرانہ لینے والا کوئی نہ ملا، یا جس نے اپنے اہل و عیال پر اعتماد کیا کہ وہ فطرانہ دے دیں گے، اور گھر والوں نے اس پر اعتماد کیا کہ وہ دے دے گا لیکن کسی نے بھی نہ دیا، تو ایسے شخص کے لیے جب آسانی اور میسر ہو فطرانہ ادا کر دے، اگرچہ نماز عید کے بعد ہی ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں، کیونکہ یہ معذور تھا.

نہم :

لوگ ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد دیں، لیکن ایسا کرنے میں بہت سی محظورات اور ممنوعہ اشیاء کی جاتی ہیں، جو بہت سے لوگ ایجاد کر چکے ہیں، وہ اس طرح کہ بعض لوگ گھروں میں داخل ہو کر اپنے قریبی رشتہ دار اور دوست و احباب کی بے پردہ عورتوں کو محرم کے بغیر مصافحہ کرتے ہیں، یہ بہت بری چیز ہے جس میں کئی ایک برائیاں ہیں.

ہم دیکھتے ہیں کہ : بعض لوگ اجنبی عورتوں سے مصافحہ کرنے سے منع کرنے والے سے نفرت کرتے ہیں، اور یہ ظالم لوگ ہیں نہ کہ منع کرنے والا، قطع رحمی ان کی جانب سے ہے، نہ کہ روکنے والے کی شخص کی جانب سے، لیکن اس پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ انہیں بتائے اور ان کی راہنمائی کرے کہ انہیں اس مسئلہ میں ثقہ اہل علم سے سوال کرنا چاہیے تاکہ وہ اس مسئلہ میں صحیح علم حاصل کر سکیں.

اسے ان کی راہنمائی کرنی چاہیے کہ وہ صرف اپنے آبائی رسم و رواج پر عمل پیرا ہونے کی بنا پر غصہ میں نہ آئیں؛ کیونکہ یہ رسم و رواج نہ تو کسی حلال کو حرام اور نہ ہی کسی حرام کو حلال کر سکتے ہیں.

اور اسے ان کے سامنے یہ بیان کرنا چاہیے کہ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو وہ بھی بالکل اسی طرح ہونگے جس کے متعلق اللہ تعالی نے بیان کیا ہے :

.{اور اسی طرح ہم نے آپ سے قبل جس بستی میں بھی کوئی رسول مبعوث کیا تو اس کے خوشحال لوگوں نے یہ جواب دیا: ہم نے تو اپنے آباء واجداد کو ایک طریقے پر پایا اور ہم ان کے آثار کی پیروی کر رہے ہیں}..

اور بعض لوگوں کی عادت ہے کہ وہ عید کے روز قبرستان جا کر قبر والوں کو عید کی مبارکباد دیتے ہیں، حالانکہ قبروں والوں کو مبارکباد کی کوئی ضرورت نہیں، نہ تو انہوں نے روزے رکھے، اور نہ ہی قیام کیا.

اور پھر قبروں کی زیارت عید یا جمعہ یا کسی اور دن کے ساتھ خاص نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے رات کے وقت قبرستان کی زیارت کی، جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں ہے:

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں آخرت یاد دلاتی ہیں"

صحیح مسلم.

قبرستان کی زیارت عبادت ہے، اور عبادت اس وقت تک مشروع نہیں ہوتی جب تک وہ شریعت کے موافق نہ ہو، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز کو قبروں کی زیارت کے لیے مخصوص نہیں کیا، اس لیے اسے مخصوص نہیں کرنا چاہیے.

دہم:

اور عید کے روز لوگ ایک دوسرے سے معانقہ کرتے ہیں، ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں.

یادہم:

نماز عید کے لیے جانے والے شخص کے لیے مشروع ہے کہ وہ ایک راستے سے جائے اور واپسی دوسرے راستے سے آئے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور سنت یہی ہے، نماز عید کے علاوہ کسی اور نماز میں یہ طریقہ سنت نہیں، نہ تو نماز جمعہ میں اور نہ ہی کسی دوسری نماز میں، بلکہ صرف نماز عید کے ساتھ خاص ہے.

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (16/216-223) اختصار کے ساتھ.

واللہ اعلم.